رسالہ قشیریہ: اسلوب و منہج کا ایک مطالعہ

(*Al-Risālah al-Qushairiyyah:* A Methodological Study)

*محمد نوید اقبال

** ڈاکٹر کریم خان

Abstract

Al-Risālah al-Qushairiyyah written by renowned Scholar and Sufi *Abū al-Qāsim al-Qushayrī*, (376AH-465AH) has been a most widely disseminated hand book of Sufism. This article studies the methodology adopted by *al-Qushayrī* in the referred Sufi manual. It finds that *al-Qushayrī* has used Quran *Ḥadīth*, Sufi manuals, dictionaries, poetry, Sufi sayings and other means to prove his claims in *al-Risālah*. *Al-Qushayrī* emphasizes on Sufis to follow the path of Islamic *Sharīʻah*. While discussing different issues *al-Qushayrī* mentions diverse opinions of the scholars and Sufis on the relevant subject and then presents his own views. For example, in the chapter on music after discussing the permissibility of music according to Sufis *al-Qushayrī* pronounces it better to avoid it.

Keyword: *Al-Qushayrī*, *al-Risālah,* methodology

تصوف پر کام کرنے والے ابتدائی مایہ ناز افراد میں سے ایک امام قشیری ہیں۔آپ کی تصنیف، جو "رسالہ قشیریہ" کے نام سے معروف ہے، تصوف کے موضوع پر بنیادی وشاہکار کتاب شمار کی گئی ہے۔ یہ کتاب امام قشیری نے اسلامی علاقوں کی صوفیہ کی طرف لکھی۔اس کی تحریر کا آغاز 437ھ میں ہوااور تکمیل 438ھ میں ہوئی۔ [1] زیرِ نظر موضوع

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ علوم اسلامیہ، ایمپیریل یونی ورسٹی لاہور

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ علوم اسلامیہ، ایمپیریل یونی ورسٹی لاہور

[1] امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری، رسالہ قشیریہ، مترجم: پیر محمد حسن (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2015ء)، 36-38۔

سے متعلق اس کتاب کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ کتاب کی حسن ترتیب اور تصوف کی بنیادی مباحث کی وجہ سے ہر مکتبہ فکر نے اس کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ ان سطور میں اس کتاب کے تعارف و منہج پر بحث و گفت گو کی جارہی ہے۔ رسالہ قشیریہ کے تعارف واور اسلوب و منہج سے قبل امام قشیری کا مختصر تعارف ضروری معلوم ہوتا ہے۔

امام قشیری کا تعارف

رسالہ قشیریہ کے مصنف امام قشیری (م 465ھ) کا پورا نام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحۃ بن محمد استوائی قشیری نیشاپوری ہے۔ رسالہ قشیریہ میں آپ کے نام کے ساتھ شافعی محدث اور صوفی کی صفات بھی لکھی ہوئی ہیں۔ [2] قشیر بن کعب قبیلے سے نسبت کے سبب قشیری کہلاتے ہیں۔ استوائی کہلانے کا سبب استوا سے نسبت ہے، جو ایک علاقے اور شہر کا نام ہے۔[3] آپ کا شمار عظیم علما ور صوفیہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں الرسالۃ کے علاوہ التفسیر الکبیر ،السبتجیر فی التذکیر ،آداب الصوفیه، کتاب الجواهر،کتاب المناجاۃ، کتاب النحو،لطائف الاشارات ،کتاب احکام السماع ،کتاب المعراج، الفصول فی الاصول، بلغة المقاصد،شکایة أهل السنة بحکایة مانالهم من المحنة، وغیرہ شامل ہیں۔[4] آپ کے شاگرد بھی اعلیٰ مقام کے حامل تھے جن کے علوم و فنون کے دریا سے بے شمار لوگوں نے اپنی علمی پیاس بجھائی، ان میں خطیب بغدادی، ابو بکر عبدالرحمٰن بن عبداللہ البحیری،ابو محمد عبداللہ بن عطاء الابراہیمی،ابو عبداللہ الفراوی وغیرہ ایسی لوگوں کے نام شامل ہیں۔[5] امام قشیری کے مقام و مرتبے کے حوالے سے آپ کے ہم عصر علی بن عثمان ہجویری کے آپ کے حوالے سے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے جن میں انھوں نے آپ کو استاد اور امام لکھا اور اپنے زمانے کے بے مثال لوگوں میں شمار کیا ہے۔[6]

اب ہم رسالہ قشیریہ کے اسلوب و منہج کے ضمن میں اہم نکات بیان کرتے ہیں:

آیات واحادیث سے استدلال

امام قشیری کے اسلوب کے حوالے سے ایک اہم چیز یہ ملتی ہے کہ وہ"الرسالہ " میں اپنے موقف کے اثبات کے لیے آیات واحادیث سے استشہاد کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلا موت کے حوالے سے آیت اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ میں

---

[1] قشیری،رسالہ قشیریہ، مترجم: پیر محمد حسن،7۔

[2] قشیری،رسالہ قشیریہ، مترجم: پیر محمد حسن،7۔

[3] دیکھیے: امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری، الرسالۃ القشیریۃ وضع حواشیہ خلیل المنصور (بیروت: دارالکتب العلمیۃ،1998ء)،5۔

[4] قشیری،الرسالۃ القشیریۃ، ،6۔

[5] دیکھیے: امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری، رسالہ قشیریہ، مترجم: مفتی محمد صدیق ہزاروی، (لاہور: مکتبہ اعلیٰ حضرت،2009ء)،39۔

[6] علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، بہ کوشش ڈاکٹر محمد حسین (اسلام آباد: انتشارات مرکز تحقیقات فارسی،1995ء)،246۔

نیک لوگوں کی ستھرے پن کی حالت میں فرشتوں کے جان نکالنے کے حوالے سے تذکرہ کیا ہے۔[7] اسی طرح حدیث جبرائیل ذکر کی ہے، جس میں حضرت جبرائیل نے سوال کیا ہے کہ ایمان کیا ہے؟ جس کے جواب میں نبی پاک ﷺ نے ایمان کی مکمل تعریف کی۔ اسی طرح موت کے عنوان کے تحت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ذکر کی کہ نبی اکرم ﷺ ایک قریب الموت نوجوان کے پاس تشریف لے گئے تو پوچھا اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے کہا اللہ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں کا خوف بھی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس موقعہ پر جس مومن کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں اللہ اسے اس کی امید کے مطابق عطا کرتا ہے اور اسے جس بات کا ڈر ہوتا ہے اس سے اس کو محفوظ کر دیتا ہے۔"ان النبیﷺ دخل علی شاب وعوفی الموت فقال کیف تجدک؟ فقال ارجو اللہ تعالیٰ واحاف دنوبی فقال رسول اللہﷺ شیئان لا یجتمعان فی قلب عبد مومن فی ھذا الموطن الا اعطاہ اللہ مایرجوء وامنہ مما یخاف۔"[8]

لغوی معانی کی تحقیق

بات کی وضاحت کے لیے امام قشیری الفاظ کی لغوی تشریح بھی کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ لغت میں کہا جاتا ہے: (وحد یحد فھو واحد ووحد ووحید) جس طرح کہا جاتا ہے: (فرد فھو فارد و فرد و فرید)۔"احد" اصل میں "وحد" تھا واو کو ہمزہ سے بدلا کیونکہ واو مفتوحہ کو بعض اوقات ہمزہ سے بدل دیتے ہیں جس طرح واو مکسورہ اور واو مضمومہ کو ہمزہ سے بدلا جاتا ہے۔ اسی طرح "امراۃ اسماء بمعنی وسماء" کہا جاتا ہے اور یہ "وسامۃ" سے بنا ہے۔ اہلِ علم کی زبان میں اللہ کے "واحد" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس کی تعریف میں وضع اور رفع نہ پایا جائے (یعنی جو مرکب نہ ہو) بخلاف اس کے جب کہا جائے کہ "انسان واحد" ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ہاتھ اور پاؤں کے بغیر ہے اس میں رفع اور وضع دونوں پائے جاتے ہیں یعنی جو ہاتھ اور پاؤں کے بغیر ہے اس میں کسی چیز کا رفع (اٹھانا) بتایا گیا ہے اور اللہ یکتا ہے (کسی چیز سے مرکب نہیں) برخلاف اس نام کے جو کسی ایسی چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو جو چند اشیاء سے مرکب ہو۔ بعض اہلِ تحقیق نے کہا ہے کہ اللہ کے واحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو اس کی ذات کی تقسیم ہو سکتی ہے نہ وہ اپنی ذات و صفات میں کسی کے مشابہ ہے اور نہ ہی اس کے افعال و مصنوعات میں کوئی اس کا شریک ہے۔[9]

صوفیاے کرام کے اقوال

رسالہ قشیریہ میں تصوف کی اصطلاحات کو بہت ہی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں امام قشیری نے متعدد صوفیاکے اقوال اور واقعات ذکر کیے ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت ذوالنون مصری سے توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو

---

[7] قشیری، رسالہ قشیریہ، 522۔

[8] قشیری، رسالہ قشیریہ، 522

[9] قشیری، عبدالکریم ہوازن، رسالہ قشیریہ، مترجم: صدیق ہزاروی، (لاہور: مکتبہ اعلیٰ حضرت، 2009ء)، 516۔

انھوں نے فرمایا تم یہ بات جان لو کہ اشیا میں اللہ کی قدرت طبعی طور پر نہیں (بلکہ اختیار کے ساتھ) جاری ہے۔ حضرت جریریؒ فرماتے ہیں: علم توحید کے بیان کے لیے "توحید کی زبان" چاہیے۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جس ذات کو موحد (ایک) اقرار دیا جا رہا ہے اس کے کمال احدیت کے ہوتے ہوئے اس کی وحدانیت کی تحقیق کی وجہ سے اسے اس طرح ایک سمجھنا کہ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ اسے کسی نے جنا ہے، نہ اس کی ضد ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ اس کی کوئی شبیہ ہے نہ کیفیت، نہ صورت اور نہ مثال ہے، اس کو "توحید" کہتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے: ''لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ'' "اس جیسا کوئی نہیں۔" حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: جب توحید کے بارے میں عقل مندوں کی عقلیں انتہا کو پہنچ جائیں تو ان کی انتہا حیرت پر ہوتی ہے۔ حضرت جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت جنید بغدادیؒ سے سنا، جب ان سے توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس میں تمام آثار مٹ جاتے ہیں اور علوم داخل ہوتے ہیں اور اللہ اسی طرح ہوتا ہے جس طرح ازل میں تھا۔[10]

اشعار کا ذکر

مختلف مقامات پر امام قشیری نے اشعار ذکر کیے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ابو محمد ھروی نے فرمایا: میں حضرت شبلیؒ کی وفات کی رات ان کے پاس ٹھہرا تو وہ رات بھر یہ دو شعر پڑھتے رہے:

كل بيت انت ساكنه غير محتاج الى السرج

وجهک المامول حجتنا يوم ياتى الناس بالحجج[11]

جس گھر میں تو ساکن ہے (یعنی دل میں)، اس کو کسی چراغ کی ضرورت نہیں۔ اس دن جب لوگ اپنی اپنی حجت لے کر آئیں گے تیرا دیدار، جس کی ہمیں امید ہے، ہمارے لیے حجت ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابو محمد دبیلیؒ کی وفات کے وقت ان سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ پڑھیں تو انھوں نے فرمایا: یہ وہ بات ہے جسے ہم پہچان چکے ہیں اور اسی کے ساتھ فنا ہو رہے ہیں۔ پھر انھوں نے یہ شعر پڑھا:

تسربل ثوب التيه لما هويته وصد ولم يرض بان اک عبده[12]

جب میں محبوب پر عاشق ہو گیا تو وہ اکڑ گیا اور اس نے منہ موڑ لیا اور مجھے اپنا غلام بنانے پر راضی نہ ہوا۔

تصوف اور فقہ کا حسین امتزاج

---

[10] قشیری، رسالہ قشیریہ، 517۔

[11] قشیری، رسالہ قشیریہ، 623۔

[12] قشیری، رسالہ قشیریہ، 528۔

امام قشیری صوفی کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے امام قشیری نے رسالہ قشیری میں تصوف اور فقہ کی مباحث کو اس انداز میں ذکر کیا ہے کہ ان دونوں موضوعات کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ تصوف الگ چیز ہے اور فقہ الگ۔ امام قشیری نے اس نظریہ کو رد کیا ہے۔ چناں چہ وہ شرعی عبادات پر بھرپور متوجہ کرتے ہیں۔ مثلاً حج کے حوالے لکھتے ہیں: "یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ بیت اللہ شریف کے رب کی معرفت بیت اللہ شریف کی زیارت سے پہلے ضروری ہے۔ جب تک بیت اللہ کے رب کی معرفت حاصل نہ ہو بیت اللہ شریف کی زیارت واجب نہ ہو گی۔ ان لوگوں میں سے وہ نوجوان جو شیخ کی اجازت کے بغیر حج اور بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں وہ نفسانی خواہش کے تحت ایسا کرتے ہیں، وہ لوگ طریقت کو محض نام کے طور پر اختیار کیے ہوئے اور ان کے اس سفر کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس قدر ان کا سفر بڑھتا ہے اسی قدر ان کے دل کا خوف بڑھتا ہے اگر یہ لوگ اپنے نفس کی خواہش کو ترک کر کے سفر کرتے تو یہ ان کے لیے ایک ہزار (1000) سفر سے زیادہ فائدہ مند ہوتا۔"[13]

شریعت سے دوری پر اظہارِ افسوس

امام قشیری نے شریعت کی پابندی پر زور دینے کے ساتھ ساتھ زمانے کے حالات میں لوگوں کی شریعت سے دوری پر رنج والم کا اظہار بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں: وارتحل عن القلوب حرمة الشريعة، فعدو اقلة المبالاة بالدين أوثق ذريعة ورفضوا التميزبين الحلال والحرام، ودانو بترک الاحترام، وطرح الاحتشام، واستخفوابأ داء العبا دات۔۔۔ بما يأخذونه من السوقة، والنسوان، و أصحاب السلطان۔ "قلوب سے شریعت کی حرمت جاتی رہی ہے۔ ان میں سے بعض احکام شریعت کی پابندی نہیں کرتے، بعض لوگ دین کا احترام نہیں کرتے، حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے، عبادات ادا کرنے اور صوم و صلوٰۃ کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں اور غفلت کے میدان میں ڈور لگادی خواہشات کی اتباع کی جانب مائل ہو گئے، ممنوعات کو اختیار کرنے نیز بازاری لوگوں، عورتوں اور بادشاہ کے درباریوں سے مال کھاتے ہیں۔ یہ لوگ اس قسم کی بداعمالیوں پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حقائق اور احوال کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم تو طوقِ غلامی اتار کر آزاد ہو چکے اور ان حقائق کو پا چکے جو واصل باللہ لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں۔"[14]

صوفیا کرام کی حکایات و کرامات کا ذکر

امام قشیری نے متعدد مقامات پر صوفیائے کرام کے اقوال و حکایات اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔ جیسے حضرت معروف کرخی کی حکایت ملاحظہ ہو: "کہا گیا ہے کہ حضرت معروف کرخیؒ وضو کرنے کے لیے دریائے دجلہ کے پاس اترے اور اپنا قرآن مجید اور لحاظ رکھ دیا۔ ایک عورت آئی اور اُٹھا کر لے گئی۔ حضرت معروفؒ اس کے پیچھے گئے اور فرمایا: اے میری

---

[13] قشیری، رسالہ قشیریہ، 677۔

[14] قشری، رسالہ قشیریہ، مترجم: پیر محمد حسن، 2015ء، 31۔

بہن ! میں معروف ہوں اور تجھے کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔ کیا تیرا کوئی بیٹا پڑھنا جانتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: تمھارا خاوند؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا قرآن مجید مجھے دے دو اور کپڑا لے جاؤ۔"

صوفیاے کرام کے نظریات کے مابین تطبیق

رسالہ قشیریہ میں امام قشیری نے صوفیائے کرام کے ایک ہی مسئلہ کے متعلق نظریات کے مابین مختلف نظریات ذکر کرنے کے بعد ان کے مابین تطبیق پیش کی ہے۔ رضا کے حوالے سے دو گروہوں کے اختلاف کو یوں نقل کیا ہے: "رضا کے بارے میں عراقیوں اور خراسانیوں کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا یہ احوال سے ہے یا مقامات سے خراسان والے کہتے ہیں: رضا، مقامات میں سے ایک (مقام) ہے اور یہ توکل کی انتہا ہے اور اس کا معنی یہ ہیں کہ "رضا" ایک ایسی چیز ہے جسے انسان اپنی محنت سے حاصل کر سکتا ہے۔ عراقیوں کے نزدیک رضا احوال میں سے ایک حال ہے اور بندے کے کسب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ یہ ایک کیفیت ہے جو دوسرے احوال کی طرح بندے کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ لیکن ان دونوں قولوں کو جمع بھی کیا جا سکتا ہے۔ پس کہا جائے گا کہ رضا کی ابتدا کا تعلق بندے کے کسب سے ہے اور یہ مقامات سے ہے اور اس کی انتہا جملہ احوال سے ہے۔ [15]

خلاصۂ بحث

رسالہ قشیریہ تصوف کی بنیادی کتب میں سے ہے۔ امام قشیری کا اسلوب یہ ہے کہ انھوں نے اپنے دعاوی کے لیے قرآن و احادیث، کتبِ تصوف، کتب لغت، اشعار اور اقوالِ صوفیا اور دیگر ذرائع سے استشہاد کیا ہے۔ امام صاحب تصوف اور تزکیہ کے لیے شریعت کی پیروی پر زور دیتے ہیں۔ رسالہ قشیریہ میں عقائد کی مباحث میں سے توحید، رسالت اور آخرت کو ذکر کیا گیا۔ مباحث توحید میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی۔ رسالہ قشیریہ کی غیر معمولی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس کے تراجم اور شروحات ہی سے ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی اس کتاب میں دلچسپی لی اور اس کے تراجم کیے۔ امام قشیری کا طرز بیان اگرچہ علمی ہے لیکن لطف زبان اور حسن بیان کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ ہر مسئلے (باب) کے آغاز میں اس سے متعلقہ آیات، پھر احادیث نبویہ پیش کی ہیں۔ امام قشیری محدث بھی ہیں اس لیے انھوں نے زیادہ تر احادیث اپنی سند سے ہی پیش کی ہیں۔[16] مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے علما و صوفیا کی آرا کے بعد اپنا مسلک بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً باب السماع میں انھوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ مگر امام قشیری کی رائے ہے کہ اس سے بچنا بہتر ہے۔[17] تمام نظریات کو بیان کر کے ان میں سے باطل کو رد اور حق کو قبول کیا ہے۔

---

[15] قشیری، رسالہ قشیریہ، 357۔

[16] قشیری، رسالۃ القشیریۃ، وضع و حواشیہ خلیل المنصور 126۔

[17] قشیری، رسالۃ القشیریۃ، وضع و حواشیہ خلیل المنصور 214۔